

تاتاریوں میں اشاعت اسلام

ابوالحسن علی ندوی

تاریخ کے طالب علموں کے لیے یہ مطالعے کا بہت دلچسپ اور اہم موضوع ہے کہ تاتاری، جنہوں نے مسلمانوں کے تمام علاقے تاخت و تاراج کر دیے تھے، کس طرح اسلام کی پرکشش تعلیمات کے اسیر ہو گئے۔ جدید دور کے تناظر میں، جبکہ مغرب کی فاتح اور غالب تہذیب امت مسلمہ سے نبرد آزما ہے، اس کی اہمیت دوچند ہو جاتی ہے۔ شاید ہم مغرب کو سائنس اور ٹیکنالوجی کے میدان میں زیر نہیں کر سکتے لیکن یقیناً ایسی حکمت عملی اختیار کر سکتے ہیں کہ دین اسلام کے لیے ان کے دلوں کو فتح کر لیں۔ ہم تاتاریوں کے قبول اسلام پر، تاریخ دعوت و عزیمت سے مولانا سید ابوالحسن علی ندوی کی تحریر نقل کر رہے ہیں۔ یہ دراصل اس موضوع پر تحقیق کی دعوت ہے تاکہ اس تاریخ ساز عمل کے تمام پہلو اور گوشے سامنے آ سکیں۔ ایک مطالعے کے مطابق اس میں ان مسلمان بہنوں کا بھی اہم کردار ہے جو فتح کے بعد تاتاریوں کے گھرانوں میں پہنچیں۔ (مدیر)

قریب تھا کہ سارا عالم اسلام [تاتاریوں کے] اس سیلاب بلا میں بہ جائے اور اسلام کا نام و نشان بھی مٹ جائے کہ دفعۃً تاتاریوں میں اشاعت اسلام شروع ہو گئی اور جو کام مسلمانوں کی شمشیریں اور مسلمان بادشاہ نہ کر سکے، وہ اسلام کے داعیوں اور خدا کے مخلص بندوں نے انجام دیا اور خود اسلام نے اپنے خون آشام دشمنوں کے دل میں گھر کرنا شروع کر دیا۔

اس ناقابل تسخیر قوم کا اسلام سے مسخر اور مسلمانوں کے فاتح کا اسلام سے مفتوح ہو جانا، تاریخ کے عجیب ترین واقعات اور حقائق میں سے ہے۔ درحقیقت تاتاریوں کا ایک سل کے عرصے میں برق و بدو کی طرح وسیع اسلامی دنیا پر چھا جانا اور عالم اسلام کو بزور شمشیر فتح کر لینا، اتنا عجیب واقعہ نہیں، اس لیے کہ ساتویں صدی کا عالم اسلام ان بیماریوں، کمزوریوں کا شکار تھا جو بالعموم تہذیب و تمدن کی انتہائی ترقی کے بعد قوموں میں پیدا ہو جلیا کرتی ہیں اور ان کو اندر سے کھوکھلا کر دیتی ہیں۔ اس کے بالقابل تاتاری تازہ دم، جفاکش، بدوی زندگی کے علوی اور خون خوار و خون آشام تھے، لیکن عجیب واقعہ اور تاریخ کا معمایہ ہے کہ اپنے انتہائی عروج کے زمانے میں یہ نیم وحشی قوم اپنے مفتوح اور بے دست و پا مسلمانوں کے دین کی حلقہ

مگوش بن گئی، جو اپنی ہر قسم کی ملوی اور سیاسی طاقت کھو چکا تھا اور جس کے پیروؤں کو تاریخت ذلت اور حقارت کی نظر سے دیکھتے تھے۔ پروفیسرٹی-ڈبلیو۔ آرنلڈ اپنی مشہور کتاب، 'دعوت اسلام (Preaching of Islam) میں استعجاب کا اظہار کرتے ہوئے لکھتا ہے:

”لیکن اسلام اپنی گذشتہ شان و شوکت کے خاکستر سے پھراٹھا، اور واعظین اسلام نے ان ہی وحشی مغلوں کو جنہوں نے۔۔۔۔۔ مسلمانوں پر کوئی ظلم باقی نہ رکھا تھا، مسلمان کر لیا۔ یہ ایسا کام تھا جس میں مسلمانوں کو سخت مشکلات پیش آئیں کیونکہ دو مذہب اس کوشش میں تھے کہ مغلوں اور تاریخیوں کو اپنا معتقد بنائیں۔ وہ حالت بھی عجیب و غریب اور دنیا کا بے مثل واقعہ ہو گی، جس وقت بدھ مت، عیسائیت اور اسلام اس کوشش میں ہوں گے کہ ان وحشی اور ظالم مغلوں کو جنہوں نے ان تین بڑے مذہبوں کے معتقدوں کو پامال کیا تھا، اپنا مطیع بنائیں“ (دعوت اسلام، ترجمہ مولوی عنایت اللہ، ص ۲۳۰-۲۳۱)۔

”اسلام کے لیے ایسے وقت میں بدھ مذہب اور عیسائی مذہب کا مقابلہ کرنا اور مغلوں کو ان دونوں مذہبوں سے بچا کر اپنا پیرو بنانا ایسا کام تھا جس میں بظاہر کامیابی ناممکن معلوم ہوتی تھی۔ مغلوں کے طوفان ہلاکت سے مسلمانوں کے برابر کسی نے نقصان نہ اٹھایا تھا۔ وہ مشہور و معروف شہر جو ایک زمانے میں اسلامی علوم و فنون کا مرکز تھے اور جہاں ایشیا کے ارباب علم و فضل آباد تھے، اکثر جلا کر خاک کر دیے گئے تھے۔ مسلمانوں کے عالم اور فقیہ یا تو قتل کیے گئے، یا ان کو غلام بنایا گیا۔ خانان مغل جو اسلام کے سوا اور سب مذہبوں پر مہربان تھے، اسلام کے ساتھ شدید درجے کی نفرت اور عداوت رکھتے تھے۔ چنگیز خاں نے حکم دیا تھا کہ جو لوگ جانوروں کو شرع کے مطابق ذبح کریں، ان کو قتل کر دیا جائے۔ اسی حکم کو قبلائی خاں نے اپنے زمانے میں از سر نو جاری کیا اور اس کی پیروی کے لیے مجبور اور مجبوروں کے لیے انعام مقرر کیے۔ اور اس طرح ست برس تک مسلمانوں کو سخت سے سخت آزار پہنچائے گئے۔ مغلوں نے اس موقع پر دولت جمع کر لی اور غلاموں نے آزاد ہونے کے لیے آقاؤں پر ذبیحہ کا الزام لگایا۔ باوجود ان مشکلات کے مغلوں اور وحشی قوموں نے جو مغلوں کے بعد آئیں، انہی مسلمانوں کا مذہب قبول کیا، جن کو انہوں نے اپنے پیروں میں روندنا تھا“ (دعوت اسلام، ص ۲۳۵-۲۳۶)۔

یہ واقعہ جتنا عجیب اور عظیم الشان ہے، اتنا ہی یہ امر حیرت انگیز ہے کہ تاریخ میں اس کی تفصیلات بہت کم ملتی ہیں۔ جن لوگوں کے ہاتھوں یہ کارنامہ انجام پایا، ان کا تاریخ کے دفتر میں بہت کم سراغ ملتا ہے۔ وہ مخلصین جنہوں نے اس خون آشام تاریخی قوم کو اسلام کا حلقہ مگوش بنایا، ان میں سے بہت کم لوگوں کا نام

دنیا کو معلوم ہے مگر ان کا یہ کارنامہ کسی اسلامی کارنامے سے کم نہیں۔ ان کا یہ احسان نہ صرف مسلمانوں پر بلکہ پوری انسانیت پر قیامت تک رہے گا کہ انھوں نے دنیا کو وحشت و بربریت سے محفوظ کر کے ایک ایسے قوم کی تولد میں دے دیا جو خدائے واحد کی پرستار اور رحمتہ للعالمین کے دین کی علم بردار تھی۔

چنگیز خان کے انتقال کے بعد، سلطنت اس کے چار بیٹوں کی چار شاخوں میں بٹ گئی تھی۔ ان چاروں شاخوں میں اسلام کی اشاعت شروع ہو گئی اور تاتاری خاقان اور ان کی دعوت و تبلیغ اور اثر سے تاتاری قوم مسلمان ہونا شروع ہو گئی، یہاں تک کہ ایک صدی کے اندر اندر تقریباً ساری تاتاری قوم مسلمان ہو گئی۔ پروفیسر آرنلڈ نے، 'دعوت اسلام میں' اس کے جتنے جتنے واقعات لکھے ہیں۔ چنگیز خان کے بڑے بیٹے، جو جی خان کی شاخ میں جو سلطنت کے مغربی حصے سیراودورا پر حکمران تھی، اشاعت اسلام کی تاریخ بیان کرتے ہوئے آرنلڈ لکھتا ہے:

”مغلوں کا پہلا پادشاہ جو مسلمان ہوا، وہ برکہ خان تھا جو ۱۲۵۶ء سے ۱۲۶۵ء تک سیراودورا کا خان رہا۔ اس پادشاہ کے مسلمان ہونے کی نسبت لکھا ہے کہ ایک دن وہ ایک کارواں میں پہنچا جو بخارا سے آتا تھا۔ اس میں دو مسلمان تاجر تھے جن کو برکہ خان الگ لے گیا اور اسلام کے متعلق کچھ سوالات ان سے کیے۔ مسلمانوں نے اپنے مذہب کے احکام و ارکان اس خوبی سے بیان کیے کہ سیراودورا کے خان کو مسلمان ہونے کا شوق پیدا ہوا اور وہ اسلام لے آیا۔ برکہ خان نے اس کا حال اپنے چھوٹے بھائی سے بیان کیا اور اس کو بھی اسلام قبول کرنے کی ہدایت کی۔ اس کے بعد اس نے اپنے مسلمان ہوٹے کا اعلان کر دیا۔ اسلام قبول کرنے کے بعد برکہ خان نے سلطان مصر، رکن الدین بیبرس سے مصالحت کر لی۔ اس مصالحت کا باعث خود سلطان مصر اس طرح ہوا کہ اس نے سیراودورا کے دو سو مغلوں کی نمائندگی خاطر عداوت کی۔ ان مغلوں کا قصہ یہ ہے کہ جب خان سیراودورا اور ہلاکو خان، فاتح بغداد میں عداوت زیادہ بڑھی تو یہ دو سو مغل جو ہلاکو خان کی فوج میں بھرتی تھے، بھاگ کر شام کے ملک میں چلے آئے۔ اور یہاں سے وہ بڑے اعزاز کے ساتھ قاہرہ پہنچائے گئے، جہاں دربار مصر سے ان کو اسلام قبول کرنے کی توفیق ملی۔ سلطان رکن الدین نے ان دو سو آدمیوں کے ساتھ اپنے چند سفیر اور برکہ خان کے نام ایک خط ان کی معرفت روانہ کیا۔ جب یہ لوگ سیراودورا سے قاہرہ واپس آئے، تو سلطان کو خبر دی کہ برکہ خان کے امیروں کے ہاں اور ایک شہزادی کے ہاں ایک ایک امام اور موزن مقرر ہے اور بچوں کو کتب میں قرآن پڑھایا جاتا ہے۔ سلطان سے انھوں نے یہ بھی کہا کہ جب ہم قاہرہ سے روانہ ہوئے تھے، تو راستے میں برکہ خان کے سفیر ملے، جو سلطان مصر کی خدمت میں یہ اطلاع پہنچانا چاہتے تھے کہ برکہ خان اور اس کی

رعیا مسلمان ہو گئی ہے۔ غرض جب سلطان رکن الدین اور برکہ خان میں رسم اتھلا پیدا ہوئی تو سیرا اورا کے بہت سے مغل مصر میں آئے، جہاں ان کو اسلام قبول کرنے کی ترغیب ہوئی“ (مقویزی، ص ۱۸۰، ۱۸۱، ۱۸۷، ۲۰۵، ۲۲۲)۔

تآاری سلطنت اور خاندان چنگیز خان کی دوسری شاخ، دولت ا۔لخانیہ میں، اشاعت اسلام کے متعلق آر نڈ لکھتا ہے:

”ایران، جہاں ہلاکو خان دولت ا۔لخانیہ کا پانی ہوا۔۔۔۔۔ اسلام کی اشاعت رفتہ رفتہ ہوئی۔۔۔۔۔ ہلاکو خان کا بیٹا نکودار جو اپنے بھائی باقا خان کا جانشین ہوا، دولت ا۔لخانیہ کا پہلا بادشاہ تھا جس نے اسلام قبول کیا۔ ایک عہد نویس عیسائی مصنف نے لکھا ہے کہ نکودار کی تعلیم و تربیت عیسوی مذہب پر ہوئی تھی۔ بچپن میں اس کو اصطبلغ [پتھر] ملا تھا اور نکولس اس کا نام رکھا گیا تھا۔ نکودار جب بڑا ہوا تو اس نے مسلمانوں کے اثر صحبت سے جن کو وہ بہت عزیز رکھتا تھا، عیسائی مذہب چھوڑ کر اسلام اختیار کیا اور سلطان محمد (یا احمد) نام رکھا، اور جس قدر ہو سکا، اس بات کی کوشش کی کہ سب تآاری اسلام قبول کر لیں۔ اس غرض کے لیے اس نے انعام و اکرام اور اختیار اور عزت لوگوں کو بخشی، یہاں تک کہ اس کے زمانے میں بہت سے تآاری مسلمان ہو گئے۔ اس بادشاہ نے سلطان مصر کو اپنے مسلمان ہونے کی خبر ذیل کے مراسلے سے بھیجی:

”خدا کی قوت اور قآآن کے اقبل سے، سلطان احمد کا فرمان بادشاہ مصر کے نام۔ بعد تمہید کے واضح ہو کہ خدا نے اپنی عنایت اور ہدایت کی روشنی سے، آغاز نوجوانی کے زمانے میں، ہم کو اپنی الوہیت و وحدانیت کا اقرار کرنے، محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کی تصدیق کرنے اور اپنے دوستوں اور نیک بندوں کی نسبت خوش اعتقاد رہنے کی ہدایت دی تھی۔ وہ جس کسی کو ہدایت پر لانا چاہتا ہے، اس کے دل کو مذہب اسلام قبول کرنے کے لیے کھول دیتا ہے۔ ہم اس وقت سے آج تک، دین کا بول بالا کرنے اور مذہب اسلام اور مسلمانوں کے معاملات کی اصلاح کرنے پر مائل رہے، یہاں تک کہ والد بزرگوار اور برادر بزرگوار کی طرف سے حکمرانی کی نوبت ہم تک آ پہنچی۔ خدا نے اپنی مہربانی سے ہماری امیدوں کو پورا کیا اور حکومت و سلطنت ہم کو عنایت کی۔ پھر قربلتائی (کورلتائی) مبارک میں [جس سے وہ مجلس مراد ہے، جس میں تمام بھائی بند اور شہزادے اور بڑے بڑے امیر اور فوج کے سردار مشورہ کرنے کے لیے بیٹھتے ہیں] سب نے مل کر یہ اقرار کیا کہ ہمارے برادر بزرگ کے حکم سے فوج کشی کو جاری کیا جائے اور ہماری فوجوں میں سے، جن کی کثرت سے زمین باوجود وسیع ہونے کے تنگ ہے، اور جن کی صولت اور ہیبت سے سب کے دل کانپتے اور تھراتے ہیں، ایک جم

غیر کو اطراف میں روانہ کیا جائے اور یہ فوج غشی ایسے مضبوط ارادے کے ساتھ ہو، جس کے سامنے بلند پہاڑ جھک جائیں، اور سنگ خارا کی چٹانیں نرم پڑ جائیں۔ ہم نے اس مقصد پر غور کیا جس پر ان کے ارادے پختہ اور ان کی رائیں متفق تھیں اور ان سب کا خلاصہ جو معلوم ہوا، وہ اس عام نیکی کے خلاف تھا، جس کے جاری کرنے کا ہم ارادہ رکھتے تھے، جس سے مراد یہ ہے کہ شعار اسلام کو زندہ کیا جائے، جو احکام ہماری طرف سے جاری ہوں، ان سے خونریزی موقوف ہو، دنیا کی مصیبت کم ہو، اور دنیا کے اطراف میں امن و امان کی ہوا چلے۔ تمام شہروں کے حاکم ہماری شفقت اور مہربانی سے آرام پائیں، کیونکہ ہم خدا کی تعظیم کرتے ہیں اور خدا کی مخلوق پر مہربان ہیں۔ اس لیے خدا نے ہمارے دل میں الہام کیا کہ ہم مشتعل آگ کو بجھائیں اور فتنہ و فساد کو فرو کریں اور جن لوگوں نے یہ رائے دی ہے، ان کو اس تدبیر سے مطلع کریں، جس سے دنیا کی بیماریاں اور تکلیفوں کے دور ہونے کی امید ہے، اور جس کو سب سے پہلے عمل میں لانے کی سب سے آخری علاج سے باز رہنے کی، خدا نے ہم کو ہدایت کی ہے۔ اس لیے ہم پیکانوں کو جنبش میں لانے اور کمانوں پر چلے چڑھانے میں جلدی نہیں کرتے ہیں اور جب تک حق بات ظاہر نہ ہو، حجت قوی نہ ہو، ہم اس امر کی اجازت نہیں دیتے۔ شیخ الاسلام قدوة العارفین کی نصیحت نے، جو امور مذہبی میں ہمارے سب سے بہتر مددگار ہیں، ہمارے اس ارادے کو جو فلاح و بہبود کی خواہشوں پر مبنی ہے اور اس رائے کو جس سے کامیابی کی امید ہے، پختہ اور معمم کر دیا، چنانچہ ہم نے یہ فرمان جاری کیا، جو ماننے والوں کے لیے خدا کی رحمت اور نہ ماننے والوں کے لیے خدا کا عذاب ہے۔

ہم نے اس فرمان کے ماننے والوں کے لیے قاضی القضاۃ قطب الدین شیرازی اور آتابک بلاء الدین کو جو اس سلطنت کے عمائد ہیں، روانہ کیا ہے، تاکہ لوگوں کو ہمارے طریقے سے واقف کریں اور تمام مسلمانوں کے قائد کے لیے جو بات ہمارے دل میں پوشیدہ ہے، سب اس سے آگاہ ہوں۔ نیز ان سب لوگوں کو اس بات سے مطلع کریں کہ خدا نے ہم کو بصیرت و ہدایت عطا کی ہے اور اسلام ان تمام گناہوں کو معاف کرتا ہے، جو مسلمان ہونے سے پہلے وقوع میں آئے ہوں۔ اب تو خدا نے ہم کو ہدایت کی ہے کہ ہم حق اور اہل حق کی پیروی کریں۔ پس اگر لوگوں کے دل ایسی دلیل کی جستجو میں ہیں جن سے وہ ہم پر بھروسہ کر سکیں، اور ایسی حجت طلب کرتے ہیں جس سے کامیابی کی امید کر سکیں تو وہ ہماری ان تمام فضیلتوں پر نظر ڈالیں، جو دنیا میں عام طور پر مشہور ہو چکی ہیں۔ کیونکہ ہم نے خدا کی عنایت سے دین کے نشانوں کو بلند کیا ہے اور ہر ایک حکم جاری کرنے میں اس امر کو پیش نظر رکھا ہے، اور شرع محمدی کے قوانین کو بلحاظ ان کی عظمت اور بزرگی

کے عین مقتضائے انصاف پر جاری کیا ہے۔ ہم نے تمام رعیت کے دلوں کو خوش کیا ہے، اور جن سے پہلے کوئی برائی یا خطا سرزد ہوئی تھی، ان سب کو یہ کہہ کر معاف کر دیا ہے کہ خدا بھی تمہاری اگلی خطاؤں کو معاف کرے۔

ہم نے مسلمانوں کے اوقاف کی، جن میں مسجدیں، مقبرے اور مدرسے شامل ہیں، اصلاح کی ہے، اور تمام خیرات خانوں اور مہمان سراؤں کو جن کے نشانات مٹ گئے تھے، دوبارہ آباد کیا ہے اور اوقاف کی آمدنی کو ان کے قدیم دستور اور وقف کرنے والوں کی شرائط کے موافق حق داروں تک پہنچا دیا ہے۔ ہم نے حکم دیا ہے کہ ہمارے حکام حاجیوں کے معاملے کو مستند بالشان سمجھیں، ان کے لیے سامان سفر مہیا کریں اور جن رستوں سے وہ سفر کرتے ہیں، ان کو آباد و بے خطر رکھیں، اور حاجیوں کے قافلوں کو با آرام تمام روانہ کریں۔ ہم نے تمام سوداگروں کو جو ملک میں آمدورفت رکھتے ہیں، پوری آزادی عطا کی ہے کہ وہ اپنے طریقے سے جس طرح چاہیں سفر کریں۔ فوج، قراغول اور شخوں کو جو ملک کے اطراف میں مقرر ہیں، سخت ممانعت کی ہے کہ وہ سوداگروں کی آمدورفت میں کسی طرح کی مزاحمت کریں۔ تاکہ شر اور ملک آباد ہوں، فتنے اور فساد فرو ہوں نیز گوازیں میان میں رہیں، اور تمام باشندے آرام و آسائش سے زندگی بسر کریں اور مسلمانوں کی گردنیں ذلت و خواری کے طوق سے نکل جائیں“ (وصف، ص ۲۳۱، ۲۳۲)۔

تاریخ مغلیہ کے ناظرین کو ان صدمات مظالم اور متواتر کشت و خون کے ہنگاموں کو پڑھنے کے بعد جو مغل اور تاتاریوں نے برپا کیے، اس فرمان کے مطالعہ کرنے سے بہت راحت ہوئی ہوگی اور تعجب ہوا ہوگا کہ ایک مغل فرمانروا کی زبان سے بھی اس قدر فیاضی اور انسانی ہمدردی کے خیالات ادا ہوئے (دموت اسلامی، ص ۲۳۸، ۲۵۱)۔

۱۳۸۳ میں نکودار احمد کے خلاف ایک بغاوت برپا ہوئی، جس کا سرغنہ ارغون خان تھا۔ اس نے نکودار کو قتل کیا اور خود مالک تخت و تاج بن گیا۔ ارغون کے عہد حکومت میں (۱۳۸۳-۱۳۹۱) جو چند سال تک جاری رہا، عیسائیوں پر پھر سلطنت کی طرف سے مہربانی ہوئی اور مسلمانوں کو سختیاں اٹھانی پڑیں، اور سرکاری عہدوں اور نوکریوں سے وہ برطرف کر دیے گئے (دعوتِ حق، ج ۳، ص ۲۳۳)۔ ۱۳۹۵ تک نکودار کے جانشین اپنے قدیم مذہب شلمان کے پیرو رہے، لیکن ۱۳۹۵ میں ان کا ساتواں پادشاہ غازان جو خاندان آل-لجائیہ کا سب سے زیادہ بارعب اور پر سطوت پادشاہ ہوا، مسلمان ہو گیا اور اس نے اسلام کو ایران کا شہی مذہب قرار دیا۔

مسلمان ہونے سے پہلے سلطان غازان کی تعلیم و تربیت بدھ مذہب پر ہوئی تھی اور خراسان میں اس پادشاہ نے بدھوں کے لیے مندر تعمیر کر دیے تھے۔ بدھ مذہب کے عالموں کی صحبت سے وہ بہت

خوش ہوتا تھا اور یہ لوگ جس وقت دولت مغلیہ کو عروج ہوا تھا، ایران میں کثرت سے چلے آئے تھے۔ سلطان غازان کو مختلف مذہبوں کی تحقیق و تفتیش کا بڑا شوق تھا اور ہر مذہب کے عالموں سے وہ مذہبی مباحث کرتا تھا۔ غازان کا وزیر اور اس کے عہد کا مورخ حکیم رشید الدین تھا، جس کا یہ خیال غالباً صحیح معلوم ہوتا ہے کہ سلطان غازان بھی نیت اور عقیدہ سے مسلمان ہوا اور اپنے تمام زمانہ بادشاہی میں وہ اسلام کا نہایت پابند رہا۔ (دعوت اسلام، ص ۲۵۳)۔

مورخ ابن کثیر نے بھی غازان کے اسلام لانے کا ذکر ۶۹۳ھ کے واقعات میں بڑی مسرت کے ساتھ کیا ہے، اور ان کے اور دوسرے مورخین کے بیانات سے معلوم ہوتا ہے کہ اس کا سرائیک دین مسلمان ترک امیر، تو زون کے سر ہے، جن کی تلقین اور سعی سے تاتاری سلطان نے اسلام قبول کیا۔ ابن کثیر ۶۹۳ھ کے واقعات میں لکھتے ہیں:

”اس سال چنگیز خان کا پڑپوتا، قازان بن ارغون بن ایغابن تولی بن چنگیز خان، تاتاریوں کا بادشاہ ہوا، اور امیر تو زون رحمۃ اللہ علیہ کے ہاتھ پر علانیہ مشرف بہ سلام ہوا اور تاتاری کل یا بیشتر اسلام میں داخل ہو گئے۔ جس روز بادشاہ نے اسلام قبول کیا، اس روز سونا چاندی اور موتی لوگوں کے سروں پر پھلور کیے گئے۔ اس نے اپنا نام محمود رکھا، جمعہ اور خطبہ میں شرکت کی، بہت سے مندر اور گرجے گرا دیے گئے، اور ان پر جزیہ مقرر کیا۔ بغداد اور دوسرے شہروں اور ملکوں کی غصب کی ہوئی چیزیں واپس کی گئیں، اور انصاف کیا گیا، لوگوں نے تاتاریوں کے ہاتھ میں تسبیحیں اور ہیاکل دیکھے، اور اللہ کے فضل و احسان کا شکر ادا کیا“ (البدایہ والنہایہ، ج ۱۳، ص ۲۳۰)۔

آرنڈ لکھتا ہے کہ ۱۳۰۲ میں غازان کا بھائی سلطان بن محمد خدا بندہ کے نام سے تخت ایران پر بیٹھا۔ اس سلطان کی ماں عیسائی تھی، بچپن میں اس کی تعلیم و تربیت بھی عیسوی طریقہ سے ہوئی تھی اور نکولس کے نام سے اس نے اصطبلغ پایا تھا، لیکن ماں کے مرنے پر وہ اپنی بیوی کے کہنے سے مسلمان ہو گیا۔ ابن بطوطہ نے لکھا ہے کہ نکولس خان یعنی سلطان خدا بندہ کے مسلمان ہونے سے مغلوں میں بڑا اثر پیدا ہوا، غرض اس زمانے سے قلمرو المغانیہ میں اسلام سب مذہبوں پر غالب آ گیا (دعوت اسلام، ص ۲۵۳)۔

اس خاندان کی تیسری شاخ میں، جو بلاد متوسطہ پر قابض تھی، اور جس کا بانی چغتائی بن چنگیز خان تھا، اشاعت اسلام کی کیفیت بیان کرتے ہوئے، آرنڈ لکھتا ہے:

”بلاد متوسطہ میں جو چغتائی ابن چنگیز خان اور اس کی اولاد کے حصے میں آئے تھے، دعوت اسلام کے حالات کا ہتھ کم چلتا ہے، اس سلسلے میں پہلا بادشاہ جس کو نور اسلام کی برکت ملی، وہ براق خان تھا جو چغتائی خان کا پڑپوتا تھا، اور جس نے تخت نشین ہونے کے دو برس کے بعد مسلمان ہو کر سلطان

غیاث الدین (۳۶۱-۳۷۰) اپنا نام رکھا۔ لیکن یہاں شروع زمانہ میں اسلام کی ترقی زیادہ عرصے تک جاری نہ رہ سکی، چونکہ براق خان کے مرنے کے بعد جو مغل مسلمان ہوئے تھے، انھوں نے پھر اپنا قدیم مذہب اختیار کیا اور چودھویں صدی عیسوی سے پہلے اس حالت کی اصلاح نہ ہو سکی۔ البتہ طر مشرین خاں جس نے ۳۲۲ سے ۳۳۰ تک حکومت کی، جس وقت مسلمان ہوا، تو چغتائیہ مغلوں نے بالعموم اسلام اختیار کر لیا، اور جب ایک دفعہ انھوں نے اپنے بلوشاہ کی طرح اسلام قبول کر لیا، تو وہ مضبوط دل سے اس مذہب پر قائم رہے، لیکن اس سال میں بھی اسلام کا اور مذہبوں پر غالب آنا جو حریف مقلد تھے، یعنی امر نہ تھا، کیونکہ طر مشرین کے جانشینوں نے مسلمانوں کے اوپر ظلم و ستم کرنے شروع کر دیے، اور جب تک کاشغر کا بلوشاہ جس کی ریاست چغتائیہ سلطنت کی تقسیم و ضعف سے خود مختار ہو گئی تھی، اسلام کی حمایت کو نہ اٹھا، اس وقت تک اسلام کی ترقی ممکن نہ ہوئی۔ سلطان کاشغر کے مسلمان ہونے کی نسبت جس کا نام، تغلق تیمور خاں (۳۳۷-۳۷۳) تھا، لکھا ہے کہ بخارا سے ایک بزرگ شیخ جمال الدین کاشغر میں آئے، اور انھوں نے تغلق تیمور کو مسلمان کیا۔ شیخ جمال الدین اور ان کے ساتھی سفر میں تھے کہ بلوانستہ تغلق کی شکاری زمین پر سے ان کا گزر ہوا۔ بلوشاہ نے اس قصور میں ان سب لوگوں کی منگیں کسوا کر اپنے سامنے طلب کیا، اور نہایت غصے کی حالت میں ان سے پوچھا کہ تم لوگ کیوں ہماری زمین پر بے اجازت داخل ہوئے۔ شیخ نے جواب دیا کہ ہم اس ملک میں اجنبی ہیں، اور ہم کو مطلق خبر نہ تھی کہ ہم ایسی زمین پر چل رہے ہیں، جس پر چلنے کی ممانعت ہے۔ بلوشاہ کو جب یہ معلوم ہوا کہ یہ لوگ ایرانی ہیں، تو اس نے کہا کہ ایرانی سے تو کتا بہتر ہوتا ہے۔ شیخ نے کہا کہ سچ ہے، اگر دین برحق ہمارے پاس نہ ہوتا تو فی الحقیقت ہم کتے سے بھی بدتر تھے۔ یہ جواب سن کر تغلق تیمور حیران رہ گیا اور حکم دیا کہ جب ہم شکار سے واپس آئیں، تو یہ ایرانی ہمارے سامنے حاضر کیے جائیں۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ بلوشاہ نے شیخ جمال الدین کو علیحدہ لے جا کر کہا کہ جو کچھ تم اس وقت کہتے تھے، اس کو اب سمجھاؤ، دین برحق سے تمہارا کیا مطلب ہے؟ یہ سن کر شیخ نے اسلام کے احکام اور ارکان کو ایسے جوش سے بیان کیا کہ تغلق تیمور کا دل جو پہلے پتھر تھا، اب موم کی طرح نرم ہو گیا۔ شیخ نے حالت کفر کا ایسا مہیب نقشہ کھینچا کہ بلوشاہ کو اپنی غلطیوں سے اب تک بے بصیرت رہنے کا یقین ہو گیا، لیکن اس نے کہا: ”اگر اس وقت میں اپنا مسلمان ہونا ظاہر کروں گا، تو پھر رعایا کو راہ راست پر نہ لاسکوں گا، اس لیے کچھ عرصے کے لیے تم سکوت کرو۔ جب میں اپنے باپ کے تخت اور ملک کا مالک ہوں، تو اس وقت تم میرے پاس آنا۔“

چغتائیہ سلطنت اب حصہ ہو کر چھوٹی چھوٹی عملداریوں میں تقسیم ہو گئی تھی۔ برسوں کے بعد تغلق تیمور اس قتل ہوا کہ ان سب عمل داریوں کو شامل کر کے پھر قلمرو چغتائیہ کی مثل ایک سلطنت قائم کر دے۔ اس عرصے میں شیخ جمال الدین اپنے وطن کو چلے گئے اور یہاں سخت بیمار پڑے، جب موت کا وقت قریب آیا، تو اپنے بیٹے رشید الدین سے کہا کہ تغلق تیمور ایک دن بڑا بلو شاہ ہو گا، تم اس وقت اس کے پاس جانا اور میرا سلام پہنچا کر بے خوف و خطر بلو شاہ کو یاد دلانا کہ اس نے مجھ سے کیا وعدہ کیا تھا۔ چند سال کے بعد تیمور تغلق نے باپ کا تخت حاصل کر لیا، تو ایک دن رشید الدین بلو شاہ کے لشکر میں پہنچا کہ باپ کی وصیت کو پوری کرے لیکن بلو جود کو شش کے اس کو خان کے دربار میں حضوری نہ ہوئی۔ آخر کار اس نے مجبور ہو کر یہ تدبیر کی کہ ایک دن علی الصبح تغلق کے خیمے کے قریب اذان کنی شروع کی۔ تغلق کی جب نیند خراب ہوئی تو غصہ آیا، اس نے رشید الدین کو اپنے سامنے بلوایا، رشید الدین آیا اور اپنے باپ کا پیغام تغلق کو سنایا۔ تغلق کو پہلے ہی سے اپنے وعدہ کا خیال تھا، وہ کلمہ پڑھ کر مسلمان ہوا۔ اس کے بعد اس نے اپنی رعایا میں اسلام کی اشاعت کی، اور اس کے زمانے میں ان تمام ملکوں کا مذہب اسلام ہو گیا، جو چغتائی ابن چنگیز خان کی اولاد کے تسلط میں رہتے تھے“ (دموت اسلام ص ۲۵۶)۔

چنگیز خان کی چوتھی شاخ کے متعلق (جس کا بانی اوگتائی خان تھا) اور جس میں منگو خان اور قوبلائی خان جیسے نامور فرمانروا گزرے ہیں، اور جو تاریخی سلطنت عظمیٰ کے مشرقی حصے پر قابض تھی)۔ آر نڈ لکھتا ہے: ”تمام سلطنت مغلیہ میں ہر جگہ ایسے مسلمان موجود تھے، جو منکرین کو خفیہ طور پر مسلمان کر لیتے تھے۔ اوگتائی خان (۱۱۲۹-۱۱۳۱) کے عہد میں حاکم ایران کو گزناہی کا حال لکھا ہے کہ وہ اول بد مذہب کا پیرو تھا، پھر اس نے یہ مذہب چھوڑ کر اسلام اختیار کیا۔ تیمور خان کے زمانے میں (۱۳۲۹-۱۳۳۱) خان انڈا نے جو قوبلائی خان کا پوتا تھا، اور چین میں صوبہ کانسو کا حاکم تھا، اسلام قبول کیا اور مانگوت میں اس نے بہت سے لوگوں کو مسلمان کیا، بلکہ جو فوج اس کے تحت تھی، اس کے بھی اکثر لوگ مسلمان ہو گئے۔ تیمور خان نے انڈا خان کو اپنے دربار میں بلایا اور کوشش کی کہ انڈا خان اسلام چھوڑ کر بد مذہب قبول کرے، لیکن اس نے انکار کیا، اور قید میں بھیج دیا گیا۔ تھوڑے عرصے کے بعد انڈا خان قید سے رہا کر دیا گیا، کیونکہ مانگوت کی رعایا جس کو اپنے حاکم کے ساتھ بہت الفت تھی، مانگوت پر آمادہ ہو چلی تھی“ (دبوسن، قوم ۲، ص ۵۳۲-۵۳۳)۔

غرض اس طرح پوری تاریخی قوم جس نے پورے عالم اسلام کو پامال کر کے رکھ دیا تھا اور جس کے سامنے کوئی اسلامی طاقت ٹھہر نہیں سکتی تھی، چند برس کے عرصے میں اسلام کی حلقہ بگوش بن گئی اور اسلام

نے دوبارہ اس کا ثبوت دیا کہ اس کو اپنے دشمنوں کو تسخیر اور اپنے دام محبت میں اسیر کرنے کی عجیب و غریب قدرت حاصل ہے۔ تاتاری نہ صرف مسلمان ہوئے، بلکہ ان میں بڑے بڑے مجاہد، عالم، فقیہ اور بڑے بڑے باخدا درویش پیدا ہوئے اور انھوں نے بہت سے نازک موقعوں پر اسلام کی پاسبانی کا فرض بھی انجام دیا۔

ہے عیاں یورشِ تاتار کے افسانے سے
پاسہاں مل گئے کبے کو صنم خانے سے

غزالی ایجوکیشن ٹرسٹ

محلی تعلیمی اداروں کے روشن مستقبل کیلئے ہماری پیکش

غزالی
سکول
سسٹم
GSS

غزالی
انسٹیٹیوٹ
آف
کمپیوٹر
سائنسز
GICS

- ★ بینجمنٹ ورکشاپس برائے سربراہان ادارہ
- ★ میچرز ٹریننگ ورکشاپ
- ★ اساتذہ کے لئے کمپیوٹر ایجوکیشن ڈپلومہ
- ★ ہم نصابی سرگرمیوں کے لئے مربوط و مؤثر پروگرام

غزالی
ایجوکیشنل
سروسز
GES

غزالی
ٹریچرز
ٹریننگ
اکیڈمی
GTTA

- ★ معیاری نصاب اور نظام امتحانات میں راہنمائی
- ★ مگر! کیا آپ کا ادارہ غزالی ایجوکیشن ٹرسٹ سے الحاق شدہ ہے؟
- غزالی ایجوکیشن ٹرسٹ سے الحاق کی کوئی فیس نہیں

تفصیلات کے لئے

F-66 ماڈل ٹاؤن لاہور۔ فون: 5882939 فیکس: 5419504

اہم گزارش: ترجمان القرآن میں اشتہار دینے والے اداروں یا افراد سے معاملات میں کوئی نقصان ہو تو ترجمان القرآن کے نمائندے اس کے ذمہ دار نہ ہوں گے۔ قارئین کو چاہیے کہ کوئی معاملہ کرنے سے پہلے تحقیقات کریں اور اپنی ذمہ داری پر معاملہ کریں۔ (منیر انتظامی)